قلم آشوب

سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی طاب ثراہ کی وفات پر کہے گئے مرثیے کے چند بند

پروفیسر سید وحید اختر، علی گڑھ

قرطاس کی مجلس میں قلم سر بہ نگوں ہے
فکرونظر وعلم کا احوال زبوں ہے
صفحات پر بکھرا ہوا مضمون کا خوں ہے
الفاظ ہیں آشفتہ، معانی کو جنوں ہے
تحقیق کے تابوت پہ علم اشک فشاں ہے
ہے سوگ میں فکر اور قلم گریہ کناں ہے

تخئیل ہے پر بستہ، ہیں افکار عزادار
کہتا ہے قلم، ساتھ نہیں قوتِ اظہار
الفاظ کو تحریر میں آنے سے ہے کچھ عار
ہوں کیسے قلمبند، پریشان ہیں افکار
اک خلوتیٔ بزم معانی جو نہیں ہے
آغشتہ بخاک آج کتابوں کی جبیں ہے

ہے حکم بصیرت، قلم آشوب رقم ہو
قحطِ نظر و علم پہ اظہارِ الم ہو
قرطاس کی محراب میں سر فکر کا خم ہو
تحریر نیا مرثیۂ مرگ قلم ہو
کچھ تو قلم نور کی تمجید و ثنا ہو
کچھ جہل کی ہو ہجو، کچھ امت سے گلا ہو

الماریوں میں بند کتابیں ہیں نگوں سر
نسیاں کے اندھیرے میں ہیں انوار کے دفتر
بیٹھی ہوئی ہے گرد کتب خانوں کے اندر
ہیں کرم کتابی کی غذا علم کے مصدر
ہے علم کا شہر، اس کے طلبگار نہیں ہیں
در علم کا وا ہو تو خریدار نہیں ہیں

ہیں منتظر دیدہ ور اسلام کے آثار
تنہائی میں نابینا ہیں تاریخ کے آثار
بیگانہ نگاہوں سے ہیں تفسیر کے انوار
نادیدۂ امروز ائمہ کے ہیں اخبار
منقول نہ ہوں جب شجر نور کی باتیں
ہیں حکمت وعرفاں تو بڑی دور کی باتیں

ہے قول نبوت کا کہ ہوں علم کا میں شہر
مومن کی ہے میراث، جہاں علم کی ہو نہر
لازم ہے مسلماں پہ کہ تسخیر کرے دہر
بے تاب ہیں ہونے کے لئے صیدمہ و مہر
یاں آج نہیں اپنے مکاں کی خبر ان کو
ملتی نہیں صدیوں سے خود اپنی خبر ان کو

اُترے نہیں صدیوں سے مدارس میں اُجالے
در پر ہیں کتب خانوں کے لٹکے ہوئے تالے
ہونٹوں پہ قلم دانوں کے ہیں پیاس سے چھالے
سادہ ورقِ ذہن ہے، دل کرتا ہے نالے
عشاق در علم جہالت پہ ہیں نازاں
بے علم و قلم اپنی سیادت پہ ہیں نازاں

سادات کے شجروں کے ورق کھا گئی دیمک
نازِ نسب و نسل ہے بازیچۂ کودک
نسبت شہِ لولاک سے پاکیزہ ہے بے شک
پرنام کی نسبت کو جہاں مانے گا کب تک
جو وارثِ علم شہِ ابرارؐ نہیں ہے
وہ منسلکِ عترتِ اطہارؑ نہیں ہے

منبر ہے محمدؐ کا ہر اک علم کی معراج
دیتے ہیں اسے رفتہ و آیندہ جہاں باج
نطق اس کا بلاغت کی، فصاحت کی ہے منہاج
ہے خاک بھی اس کی سر عالم کے لئے تاج
تسخیر جہاں بھی ہے یہ، مفتاحِ جناں بھی
پیری کا عصا بھی ہے یہی، تیغِ جواں بھی

خاکم بدہن ایسا نہ ہو آندھیاں اٹھیں
اس چشمۂ انوار سے تاریکیاں اٹھیں
بے معنی صداؤں کی سیہ بدلیاں اٹھیں
وحدت کی جگہ تفرقہ پردازیاں اٹھیں
مضبوطی سے تھامے رہو، یہ حبلِ متیں ہے
جز علم و عمل، یاں کوئی تفریق نہیں ہے

اس کے ورثاء درسِ رسل کے طلباء تھے
پیغمبر اسلام وائمہ کی دعاء تھے
نازِ خطباء، نورِ چراغِ علماء تھے
رشک فصحاء، مایۂ مدحِ شعراء تھے
کل حاشیہ بردار بھی اس کے علماء تھے
سامع بھی زباں دان وسخنور فصحاء تھے

ہے آج یہ منبر فقط آواز ہی آواز
صرف اپنی طلاقت پہ سخن رانوں کو ہے ناز
ایسا نہ ہو، جس وقت کہ ہوں نطق کے لب باز
الفاظ کے قالب سے معانی کریں پرواز
لازم ہے زباں نطق کرے علم کی ضو میں
اور حکمت وعرفاں بھی رہیں اس کے جلو میں

ناطق ہوں فقط لب تو زباں موجِ ہوا ہے
تقریر کی تقدیر میں گردابِ فنا ہے
ہیں لفظ حباب اور زباں سیلِ قضا ہے
معنی سے تہی صوت کے پردے میں خلا ہے
الفاظ ومعانی کو پرو لیں جو قلم میں
ہر حرف بنے نغمۂ کن کتم عدم میں

ہے نطق فضیلت تو قلم اس کی بقا ہے
ہے نطق عبادت تو قلم اس کی جزا ہے
ہے نطق کرامت تو قلم اس کی عبا ہے
ہے نطق طہارت تو قلم نورِ کسا ہے
رک جاتی ہیں اک روز زبانیں فصحاء کی
رکھتا ہے قلم زندہ زباں کو علماء کی

قرآن قلم اور کتابت کی ہے تعلیم
ممکن ہے قلم ہی سے فقط وحی کی تفہیم
دنیا ہو کہ دیں، ہے قلم ان دونوں کی تنظیم
خالق نے بھی ذکر اس کا کیا ہے توبہ تکریم
آج امتِ احمدؐ میں قلم خوار و زبوں ہے
چوکھٹ پہ جہالت کی یہ صدیوں سے نگوں ہے

گفتارِ قلم کی کہیں تحسیں ، نہ صلہ ہے
پر جس نے بھی کچھ لکھا، خطاکار بنا ہے
ہر شخص ہے ناراض، یہ کیا جرم کیا ہے
دیکھو جسے، وہ سہو و خطا ڈھونڈھ رہا ہے
جو چاہتا ہے زیست کرے ناز و نعم سے
بہتر ہے رہے دور کتاب اور قلم سے

لیکن وہ جو ہیں علم کے گنجینوں کے محرم
ملت کی بھی ہے فکر جنھیں، دیں کا بھی ہے غم
ناقدری و محرومی کا کرتے نہیں ماتم
مقبولیتِ عام سے کرتے ہیں سدا رم
رہتے نہیں تحسین جہالت کے بھرم میں
کرتے ہیں بسر خلوتِ قرطاس و قلم میں

شہرت کی ہوس کھوتی ہے ہر علم کی وقعت
عزت کے لئے در بدری بنتی ہے ذلت
ہے داد کی دریوزہ گری فن کی اہانت
بدذوقوں کی تحسین سے گھٹتی ہے فضیلت
مقبولیتِ عام میں رسوائی لکھی ہے
تحقیق کی تقدیر میں تنہائی لکھی ہے

تھی محو جو فکر و غم امت میں امامت
رہتی تھی کتب خانوں کی خلوت میں امامت
بیدار رہا کرتی تھی عزلت میں امامت
بادیِ زباں بن گئی غیبت میں امامت
عرفاں کو ملا کرتی ہے خلوت ہی میں پا کی
ملتی ہے نبوت بھی تو عزلت میں حرا کی

کہتے ہیں جسے وحی، قلم کا ہے اُترنا
عنوانِ نزولِ قلم حق ہے خود 'اِقْرَا'
کھاتا ہے قلم کی قسم آغاز وحی کا
مستور و عیاں جو ہے قلم کا ہے تماشا
لا علم جہاں رہتا خداوند جہاں سے
پردہ نہ اٹھاتا جو قلم کنزِ نہاں سے

خود ناطقِ مطلق کا تکلم ہے قلم سے
کُنْ میں ہے جو خلاقِ تحکم ہے قلم سے
افلاک میں نغموں کا ترنم ہے قلم سے
مٹی میں گل آثار تبسم ہے قلم سے
پھونکے نہ قلم روح تو اصوات ہیں فانی
گر قُم نہ کہے خامہ تو نغمات ہیں فانی

گل کھلتے ہیں انگاروں میں فیضانِ قلم سے
تلواریں نگوں ہوتی ہیں فرمانِ قلم سے
دنیائیں بدل جاتی ہیں اعلانِ قلم سے
ہیں سلطنتیں لرزے میں طوفانِ قلم سے
اک جنبشِ خامہ سے پلٹ جاتی ہے دنیا
اک حرف کے دامن میں سمٹ جاتی ہے دنیا

قدرت ہو قلم پر، تو جہاں زیر نگیں ہو
عالم ہے وہیں، لفظ جہاں گوشہ نشیں ہو
راتیں چمک اُٹھتی ہیں، منور یہ کہیں ہو
ٹھہرے جو قلم، سرد ستاروں کی جبیں ہو
ہر بوند گراں اس کی شہیدوں کے لہو سے
یہ لکھتا ہے تاریخ یزیدوں کے لہو سے

سائنس، ادب، فلسفہ و علمِ معیشت[۱]
جغرافیہ و علم مدن،[۲] کیمیا،[۳] ہیئت[۴]
ہو علم طبیعی[۵] و حیاتی[۶] کہ طبابت[۷]
دنیا کی ہو تحقیق کہ عقبیٰ کی ہدایت
ہر علم و فن و درک ہے ممنون قلم کا
تہذیب کے تن میں ہے رواں خون قلم کا

ماضی کے دفینوں کو کُریدا ہے قلم نے
آئینۂ حاضر کو تراشا ہے قلم نے
نادیدہ زمانوں کو اُجالا ہے قلم نے
آیندہ کو رفتہ سے ملایا ہے قلم نے
بے شکلیِ عالم کا تشکّل بھی قلم سے
ہے وقت کے دھارے کا تسلسل بھی قلم سے

خالق بھی قلم 'کُن' بھی قلم اور نبی بھی
ہے تار بھی، مضراب بھی اور نغمہ گری بھی
اول بھی ہے، آخر بھی، خفی بھی، ہے جلی بھی
عالَم بھی ہے، آدم بھی ہے، خاتم بھی، وصی بھی
مہر قلم ختم رسالتؐ کی ہے ضو ایک
فانوس تو چودہ ہیں، ہدایت کی ہے لو ایک

ہے پہلا قلم 'اوّلُ مَا خَلَقَ' کا مصداق
تحریر کیا روز ازل اس نے ہی میثاق
ہے خامۂ تقدیر کا اس نور پہ اطلاق
اس کے کلمہ خواں صحفِ عرش کے اوراق
ہو جاتا جہاں خلق، قلم وہ کہیں رکھتا
میں مدح کروں اس کی، یہ قدرت نہیں رکھتا

شاخ اس قلمِ نور کی منہاج بلاغت
لیتی ہے جو الہام سے بھی باجِ بلاغت
ہر خطبہ و مکتوب ہے سرتاجِ بلاغت
ہے بعد وحی کے یہی معراجِ بلاغت
توحید کے رمزوں کی یہی عقدہ کُشا ہے
ہو بابِ سیاست تو وہی قلعہ کُشا ہے

کیا مدح و ثنا ہو قلم و سیفِ خدا کی
قرآں نے سند نطق کی خود اِن کو عطا کی
اور آیۂ تطہیر نے بخشی انھیں پاکی
اک عمر احادیثِ محمدؐ نے ثنا کی
پائی ہے اگر تیغ خدا دستِ ملک سے
خامہ بھی قلم کی قسم اُترا ہے فلک سے

ہے مصحف ناطق کا قلم کاشفِ اسرار
سو ڈھنگ سے توحید کا مضمون ہے ضو بار
مبحث ہو رسالت کا تو ہے معجزہ آثار
ہیں عدل کے عنوان سے لاکھوں دُرِ شہوار
اک حرف سے دروازۂ اسرار کو کھولا
دو لفظوں سے ہر عقدۂ دشوار کو کھولا

---

(۱) Economics (۲) Civics (۳) Chemistry
(۴) Astronomy (۵) Physics (۶) Biology
(۷) Medical Science

تاریخ تمدن ہو کہ افکار سیاست
عمران کی بحثیں ہوں کہ موضوعِ معیشت
تدوین احادیث ہو یا علم بلاغت
تحقیق روایت ہو کہ قانونِ دِرایت
سر ہوتے ہیں یہ قلعے بھی خیبر کی طرح سے
در کھلتے ہیں سو، کعبے کے اک در کی طرح سے

لکھتا ہے قلم عالم وحاکم کے خصایل
ترکِ طلب و فقر و قناعت کے فضایل
جمہور کے حق اور فرائض کے مسایل
یوں لکھّے کہ معنی میں ہوئے لفظ نہ حائل
صبر اور بغاوت کو ہم آہنگ کیا ہے
علم و عمل و عقل کو یک رنگ کیا ہے

اس خامے کے عارض کا ہے ہر علم میں پرتو
ہر گوشۂ تاریک ہوا اس سے ہی پُر ضو
شمعوں میں جنوں اور خرد کی ہے یہی لو
ہر دیدہ و نا دیدہ تک اس کی ہے قلمرو
کونین کو تولا ہے اسی نوک قلم سے
اللہ بھی بولا ہے اسی نوکِ قلم سے

قرآں کی سند نہج بلاغت کو ہے حاصل
ہے نامۂ صلح حسنؑ ایمان کا حامل
آیات ہوئی ہیں سر شبیرؑ پہ نازل
سجاد نے لکھا جو صحیفہ وہ ہے کامل
تفسیر کا در باقرؑ ناطق سے کھلا ہے
باب فقہاء جعفر صادق سے کھلا ہے

عرفاں قلمِ موسیٰؑ کاظمؑ کی عطا ہے
تحریرِ رضاؑ خالقِ قرآں کی رضا ہے
تقویٰ ہے تقیؑ سے تو نقیؑ امرِ خدا ہے
اور عسکریؑ پر ختم اسیری کی بلا ہے
پردے میں ہے مہدیؑ کے قلم ربّ عُلا کا
در اُن پہ ابد تک ہے کھُلا نطقِ خدا کا

ہے نطق صفت خالق و ربِّ دو جہاں کی
یہ نطق بھی لے ہے قلم زمزمہ خواں کی
جس نطق سے کھل جاتی ہے گرہیں دل وجاں کی
وہ نطق ہے ضو خامۂ اعجاز بیاں کی
صامت تھی وحی،نور کے خاموں سے ہے ناطق
قرآں کا ہر اک لفظ اماموں سے ہے ناطق

اس نطق کی نہریں ہیں زبانیں فصحاء کی
اس نطق کی موجیں ہیں قلم میں شعراء کی
اس نطق کا ہے نور مجالس میں عزاء کی
اس نطق کے آئینے کتب ہیں علماء کی
یہ نور بجز علم و قلم کے نہیں ملتا
بدلے میں کہیں دام و درم کے نہیں ملتا

حلقہ شجر نور کی کرنوں کا بڑا ہے
از روزِ ازل تا بہ ابد پھیلا ہوا ہے
بارہ ہیں چراغ اور ہر اک نورِ خدا ہے
دنیا کے ہر اِک علم کا مصدر یہ ضیا ہے
پروانے کروڑوں شجرِ نور کے ہیں آج
پر کتنے کلیم اس قلم طور کے ہیں آج

بے ہوشی ہے موسیٰ
لیکن ہے یہ عشاقِ محمدؐ سے تقاضا
جو بھی وہ کہیں، منشا ہو وہ وحیِ خدا کا
ہے ان کے لئے نطق و قلم ہی یدِ بیضا
نطق ان کا ہو بے ہوش تو اِک آہ ہو عالم
رک جائے قلم ان کا تو بے راہ ہو عالم

اے ماتمیانِ شہداء! جائے الم ہے
عشاقِ درِ علم! ہمیں علم کا غم ہے
یہ مجلسِ تسلیتِ اربابِ قلم ہے
یہ پُرسۂ مرگِ قلم فضل و کرم ہے
تھا ایک قلم پاس ہمارے، سو ہوا گُم
نظروں سے ہے شاخِ شجرِ نورِ خدا گُم

سید العلماءؒ سید علی نقی نقوی کے متعلق معلومات

سید العلماء کی حیات وآثار کے متعلق تحقیقی وتدوینی کام موسسۂ نور ہدایت، امام باڑہ غفران مآبؒ میں ہورہا ہے۔ لہٰذا موصوف کے حلقۂ قربت وعقیدت سے درخواست ہے کہ اس تعلق سے جو بھی مناسب مواد مثلاً یادداشتیں، گفتگو، مجلسی نکات نیز خطوط ومضامین، ویڈیو یا آڈیو کیسیٹ اور سی۔ڈی۔ وغیرہ ہوں عنایت فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ یہ سب استفادہ کے بعد انشاء اللہ بصد شکریہ واپس کردیئے جائیں گے۔

